رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۰۶ — رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۰۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اللہ نور السموات والارض مثل نورہ کمشکوۃ فیہا

مصباح

زنانہ اخبار — مہینے میں دو بار

قادیان ضلع گورداسپور سے شائع ہوتا ہے زیر نگرانی لجنہ اماء اللہ

ایڈیٹر قاضی اکمل — چندہ سالانہ دو روپے آٹھ آنہ

جلد اول	یکم نومبر ۱۹۲۷ء ÷ ۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۴۶ ہجری	نمبر ۲۱

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تضمین

(از محترمہ امۃ الحفیظ بیگم برہما)

کردے باطل کو عذابوں کے حوالے آقا
پنجۂ کفر سے خلقت کو چھڑا لے آقا
نفس کی قید سے مسلم کو بچا لے آقا
نکل آ لے کے ملائک کے رسالے آقا
بیکسوں اور غریبوں کی دعا لے آقا

بھولے بیٹھے ہیں خدا کو یہ مسلماں ہو کر
پیچھے شیطان کے جاتے ہیں یہ ناداں ہو کر
رحم کر ان پہ پھر اک بار مہرباں* ہو کر
جلوہ افروز ہو یوں حیرت دوراں ہو کر
کفر بھی سجدے میں جھک جائے مسلماں ہو کر

اپنی امت کو چھڑا پنجۂ شیطاں سے آ
جان پھر ڈال دے مسلم میں تو ایمان سے آ
ہستیٔ کفر مٹا! ایک ہی فرمان سے آ
آنیوالے عجب انداز عجب شان سے آ
نئے اعجاز دکھا! اور نئے سامان سے آ

آ! کہ لاریب زمانے کو ہے حاجت تیری
پردۂ زلف اٹھا دیکھ لیں صورت تیری

* یہ لفظ مجروح ہے (اکمل)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایسا چمکا دے جہاں! شمعِ ہدایت تیری
سب کہیں واہ رے ذیشان! رسالت تیری
ہم کہیں واہ رے اسلام صداقت تیری

ابرِ رحمت سے جہاں سارا یہ سیراب بھی ہو
کھیتی اسلام کی جو سوکھی ہے شاداب بھی ہو
آ! کہ اب خشک کہیں دیدۂ پُرآب بھی ہو
تُو بھی ہو ساتھ ترے حلقۂ احباب بھی ہو
یعنی انجم بھی ہو اور جلوۂ مہتاب بھی ہو

زنانہ میڈیکل سکول لُدھیانہ

عورتوں کو طبابت سکھانے کے لئے لُدھیانہ میں "پنجاب میڈیکل سکول فار ویمن" موجود ہے۔ بلا امتیاز مذہب و ملت عورتوں کا صوبجاتی میڈیکل سکول ہے۔ اس میں وہ لڑکیاں جنہوں نے پنجاب یونیورسٹی کا میٹریکولیشن امتحان یا اسکے مساوی درجہ کا کوئی امتحان پاس کیا ہو۔ سب اسسٹنٹ سرجن جماعت میں داخل ہوسکتی ہیں۔ وہ لڑکیاں جنہوں نے مڈل سکول کا سارٹیفکٹ حاصل کیا ہو۔ انہیں بطور "ڈسپنسر" تربیت دیجاتی ہے۔ جو عورتیں کوئی دیسی زبان لکھ پڑھ سکتی ہوں۔ انہیں "نرس دائیوں" اور "مڈوائف" کے طور پر تربیت دیجاتی ہے۔ اَن پڑھ عورتوں کو دائیوں کا کام سکھایا جاتا ہے۔

(۱) پنجاب زنانہ میڈیکل سکول لُدھیانہ اور اسکے ملحقہ ہسپتال کے عملہ میں بیشتر عورتیں ہیں۔ اس میں پردہ کی بندشیں ملحوظ رکھی جاتی ہیں۔

(۲) تمام طلباء کے مذہبی عقائد کا نہایت احترام کیا جاتا ہے۔

(۳) سکول کے وسیع ہوسٹل میں غیر عیسائی طلباء کے لئے علیحدہ کمرے مخصوص کیئے گئے ہیں۔

(۴) کھانا پکانے کا انتظام علیحدہ ہے۔ ہندوؤں اور سکھوں کے لئے ایک برہمن کھانا پکاتا ہے۔ مسلمان طلباء کے لئے علیحدہ باورچی ہے۔

(۵) گورنمنٹ اور پنجاب کی مختلف مقامی مجالس (لوکل باڈیز) نے چند وظائف بھی مہیا کیئے ہیں جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:-

(الف) بیس سے ساڑھے ستائیس روپیہ ماہوار کا وظیفہ ۴ سال کے لئے سب اسسٹنٹ سرجن کلاس میں داخل ہونیوالے طلباء کو دیا جاتا ہے۔

(ب) جماعت "ڈسپنسری" کے لئے طلباء کو سولہ روپیہ پہلے سال اور اٹھارہ روپیہ ماہوار دوسرے سال کے لئے۔

(ج) "نرس دائی" کلاس کے طلباء کے پندرہ روپیہ ماہوار کا وظیفہ دو سال کے لئے۔

(د) دائیوں کیلئے سات سے دس روپیہ ماہوار کا وظیفہ۔ وظائف کی تعداد جو منظور کی گئی ہے۔ وہ ان امیدواروں کے لئے کافی ہے۔ جو ہر سال مختلف جماعتوں میں داخل کیئے جا سکتے ہیں۔

(۶) کوئی فیس وغیرہ نہیں لیجاتی۔ طلباء کو مفت داخل کیا جاتا ہے۔

(۷) صوبہ ہذا میں سند یافتہ میڈیکل عورتوں کی ملازمت کیلئے کافی گنجائش ہے۔ اور اس ضمن میں ہر ایک جماعت کیلئے شرائط حسب ذیل ہیں:-

سب اسسٹنٹ سرجن - تنخواہ زنانہ سب اسسٹنٹ سرجنوں کے لئے تنخواہ کا مستقل پیمانہ مقرر نہیں۔ لیکن عام طور پر انکو شروع میں ایک سو روپیہ ماہوار تنخواہ دیجاتی ہے۔ جو ۴ روپیہ سالانہ کی ترقی سے ۱۳۰ روپیہ ماہوار تک پہنچتی ہے۔

ڈسپنسر - تنخواہ ۲۵ روپیہ سے ۵۰ روپیہ ماہوار تجربہ کے لحاظ سے دیجاتی ہے۔ اقامتی مکان مفت۔ یا اسکے عوض میں کرایہ ملتا ہے۔

نرس دائیاں - تنخواہ ۲۵ روپیہ سے ۴۰ روپیہ ماہوار۔ علاوہ ازیں اقامتی مکان مفت یا اسکے عوض میں کرایہ ملتا ہے۔ نیز انہیں ہسپتال میں کام کرنیکے بعد پرائیویٹ پریکٹس کرنیکی اجازت ہے۔

دائیاں - ۲۰ روپیہ سے ۳۵ روپیہ ماہوار علاوہ ازیں اقامتی مکان مفت یا اسکے عوض میں کرایہ ملتا ہے نیز خاص اوقات کیلئے انہیں پرائیویٹ پریکٹس کرنے کی اجازت ہے۔

نوٹ:- مفصل حالات پنجاب زنانہ میڈیکل سکول لُدھیانہ کے پراسپکٹس میں درج ہیں۔ جسکی کاپی پرنسپل صاحبہ کو درخواست کرنے پر مل سکتی ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مصباح

قادیان دارالامان مورخہ یکم نومبر ۱۹۲۷ء

تربیت اولاد

(از محترمہ ملکہ فاطمہ بیگم صاحبہ)

عرب کی بہادر اور اولوالعزم ماؤں کے بچّوں نے کس جرأت اور دلیری سے دشمنوں کے مقابلے کیئے صحراء نشین عربوں نے قیصر و کسریٰ کی اینٹ سے اینٹ بجادی اسلام کا جھنڈا افریقہ کے لق و دق میدانوں تک جا گاڑا۔ اسی طرح سپارٹا کی دلیر عورتوں نے اپنے بچّوں کو وہ جنگجوئی اور شجاعت سکھلائی کہ سپارٹا کے تھوڑے سے آدمیوں نے نوّے ہزار فارسیوں کا اس بے خودی اور دلیری کے ساتھ مقابلہ کیا کہ پڑھنے والے آجتک انکی بہادری پر عش عش کرتے اور انکی مردانگی کی داد دیتے ہیں۔ یہ انکی ماؤں کی اعلیٰ تربیت کا پھل تھا۔ اگر اسی طرح احمدی بہنیں بچّوں کے دلوں میں قومی غیرت کا بیج بوئیں کہ جو لوگ ہمارے بزرگوں پیشواؤں کی ہتک کرتے ہیں۔ ہمیں نجس ناپاک خیال کرتے ہیں۔ ہمارے ہاتھوں کی بکی ہوئی چیزوں سے سخت نفرت کرتے ہیں۔ ہمارے بھولے بھالے بھائیوں کو شدھی کی دلدل میں پھنسانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اپنی مذہبی عزّت اور قومی غیرت کا پاس و لحاظ کرکے ان سے خرید و فروخت قرضے کا لینا دینا ترک کردیں۔ ہزاروں آدمیوں کو سُود نے تباہ و برباد کردیا ہے نہ انکے پاس زمین رہی ہے نہ مکان رہے ہیں سبھی سُود کی نذر ہوچکے ہیں اور وہ اسی روپیہ سے سب قسم کی تجارتیں کررہے ہیں بچّوں کو اعلیٰ سے اعلیٰ تعلیم دلوا کر تمام معزز عہدوں کے وارث بنارہے ہیں اگر اب بھی ہمارے بچّے ان سے سُودی لین دین چھوڑدیں تو سپارٹا کے بہادر بچّوں کی طرح اپنے کٹّی کروڑ دشمنان رسولؐ پر فتحیاب ہوسکتے ہیں۔

پابندی اوقات

سب سے اوّل بچّوں کو پابندیٔ اوقات سکھانی چاہیئے۔ یورپ والوں نے اسی وقت کی قدر کی بدولت اتنی عزّت پائی۔ بچّوں کے کھانے پینے سونے جاگنے نہلانے دُھلانے کے وقت مقرر ہونے چاہئیں تاکہ وہ یہ سمجھنے لگیں کہ ع گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں۔ اور وہ شروع سے ہی وقت کی قدر کرنا سیکھیں۔

بچّوں کو کہانی سُننے کا بہت شوق ہوتا ہے۔ کبھی انہیں جھوٹی بعید از عقل وحشتناک کہانی نہیں سُنانی چاہیئے وہ ان کے ننھے سے دلوں پر بہت بُرا اثر ڈالتی اور پست ہمّت بزدل بنادیتی ہیں۔ انہیں کہانیاں ہمیشہ معنی خیز سُنانی چاہئیں چڑیا کوّے کی کہانی عام مروّج ہے بہت کم مائیں ہیں جو اس میں بچّوں کو اخلاقی سبق دیں۔

جوں جوں بچّوں کی عقل اور سمجھ زیادہ ہو انہیں نیکوں بزرگوں اولوالعزموں بہادروں کی سوانحعمریاں۔ مذہبی تاریخی واقعات کہانی کی طرز پر ذہن نشین کرانے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چاہئیں۔ تاکہ ان کے معلومات وسیع ہوں دل میں جوش اور ولولہ پیدا ہو کر نیک کاموں کی تحریک ہو۔ جب کوئی اچھا کام کرے تو اسے کچھ انعام دینا چاہئیے تاکہ اسکا دل بڑھے اور نیک کاموں کیطرف رجحان ہو۔

سزا کا طریقہ اگر کوئی قصور کرے تو اسکو علیحدہ کر کے سمجھانا چاہئیے۔ آدمیوں کے سامنے ڈانٹ ڈپٹ سے اسکو بیحد خفت اور شرمندگی ہوتی ہے اسکی طبیعت کند اور بند ہو جاتی ہے۔ ہر وقت بچے کو کام میں لگائے رکھنا بھی بہت برا ہے بلکہ پڑھنے لکھنے کے بعد اسکو آزادی دینی چاہئیے تاکہ وہ کھیل کود کر اپنی دماغی تکان کو دور کر سکے۔ قبل اسکے ماں بچے کو کچھ سکھائے اسے اس بات میں اپنی ساری کوشش صرف کر دینی چاہئیے کہ بچہ اسکا پورا تابع فرمان ہو جو بات ماں کے منہ سے نکلے اسکو بمنزلہ قانون کے سمجھے اور بلا چون وچرا اسپر عمل کرے۔ اگر وہ ماں کا نافرمان ہوگا تو جتنی کوشش اسے بہتر بنانے کیلئے کریگی وہ سب بیکار ہو جائیگی۔ فرمانبرداری ایک ایسی خصلت ہے کہ اگر وہ بچہ میں پیدا ہو جائے تو اور خوبیاں بھی آسانی سے جمع ہو سکتی ہیں۔ اگر بچہ نافرمان ہو تو پھر کس طرح ماں کی بتائی ہوئی راہ پر چل کر خوبیاں اخذ کر سکتا ہے بچہ نادان ہے ماں دانا۔ خداوند کریم نے ماں کو طاقت اور عقل بخشی ہے اس کے ذریعہ سے اپنی اولاد کو نیک صالح متقی مومن راستباز مہذب اور شائستہ بنائے۔ لیکن ماں اگر دانائی سے کام نہیں لیتی تو صرف بچہ کے ساتھ دشمنی نہیں۔ بلکہ خدا کی بھی چور ہوتی ہے اور اسکا دردناک نتیجہ دنیا اور عاقبت میں بھگتے گی۔ قبل اسکے ماں اپنے بچے کو سزا دے۔ یہ نہایت ضروری ہے کہ اسکی سمجھ کے مطابق اسے اچھے برے کاموں میں تمیز کرتے اور ان سے بچنے کی نصیحت کرتی رہے اور ساتھ ہی یہ بھی سمجھائے کہ جو بچے اچھے کام چھوڑ کر برے کام کرتے ہیں انکو ماں کی طرف سے بھی سزا ملتی ہے اور اللہ تعالیٰ بھی ناراض ہو جاتا ہے۔ جو بچے اچھے کام کرتے ہیں ان پر ماں باپ بھی خوش ہوتے ہیں اور خداوند تعالیٰ بھی عمدہ عمدہ چیزیں عنایت کرتا ہے۔ اگر بچہ ماں کے بتلائے ہوئے رستہ پر نہ چلے اور حکم عدولی کرے۔ تو ماں کو لازم ہے کہ وہ بقدر مناسب اسکو تنبیہ کرے۔ اور اس تنبیہ کے ساتھ اسے یہ بھی یاد کرائے۔ کہ چونکہ تم نے وہی کام کیا ہے جس سے میں نے تم کو منع کیا تھا اس لئے میں تم کو سزا دیتی ہوں۔ تاکہ بچہ ماں کے حکم اور خلاف ورزی کو سمجھ سکے۔ اکثر مائیں بچے کو بلا سمجھائے بجھائے سزا دینے لگتی ہیں یہانتک کہ بچہ خود بھی نہیں سمجھ سکتا کہ مجھے کس قصور پر سزا مل رہی ہے اسی طرح وہ برے بھلے کاموں میں تمیز کرنا بمشکل سیکھ سکتا ہے مثال کے طور دیکھو ایک بچہ بڑے بھائی کو الّو کہہ رہا ہے ماں خاموش سن رہی ہے پھر بچہ نے اس سے زیادہ کوئی سخت لفظ کہا تو ماں کو غصہ آیا اس نے اٹھکر بچہ کو سزا دی۔ اب بچہ اس بات سے حیران ہے کہ یہ سزا مجھے کس قاعدہ سے ملی۔ ابھی میں نے بھائی کو غصے کی ایک بات کہی تو ماں چپ ہو رہی اب جو اسی قسم کی دوسری کہی اسپر ماں نے مجھے سزا دی۔ وہ خود تجو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس میں آسانی سے فرق نہیں کرسکتا اس کے دل میں عجیب تشویش سی پیدا ہو جاتی ہے۔ قصور ہلکا ہو یا بھاری ہر حال میں وہ قصور ہے۔ ماں کو لازم ہے کہ وہ ہر چھوٹے بڑے قصور پر ناخوشی کا اظہار کرے اگر چھوٹے قصوروں سے چشم پوشی کی جائے تو بچے کو بڑے قصوروں کی جرأت ہو جاتی ہے۔ مثلاً بچہ اگر پیسہ چرالے جائے تو ماں خاموش رہتی ہے۔ مگر جب زیور چرالے جاتا ہے تو اندھیر ہو جاتا ہے چوری کی حیثیت میں یہ دونوں قصور یکساں ہیں بچہ تو بھی ان میں کچھ فرق نہیں جانتا۔ سو ماں کو لازم ہے کہ وہ بچہ کی اس قسم کی ہر غفلت پر تنبیہ کرتی رہے۔ کہ یہ حرکت اچھی ہے اور یہ بری ہے یہ سمجھانا سرسری طور پر نہ ہو بلکہ ایسا ہو کہ وہ بچہ کے دل پر نقش ہو جائے اور وہ اسے ہمیشہ یاد رکھے۔

اگر بچہ ماں کے اس طرح سمجھانے پر باز نہ رہے تو پھر وہ بے شک سزا دے۔

اگر بچہ کی عمر اس قدر چھوٹی ہو کہ وہ ماں کے سمجھانے کو سمجھ ہی نہیں سکتا تو بچہ کو سزا دینا لغو بات ہے۔

(دوم) سزا کا اندازہ قصور کے لحاظ سے تنبیہ کرنے کے وقت کرنا چاہیئے یہ نہیں کہ چھوٹے بڑے قصور پر طمانچہ جڑ دیا جائے۔ بچہ کو سزا سے چوٹ لگانا مقصود نہیں ہوتا بلکہ شرمندہ کرنا مقصود ہوتا ہے جو باقی آئندہ انشاء اللہ

فاطمہ اہلیہ ملک کرم الٰہی صاحب

ہر بہن کا فرض ہے کہ وہ اپنے حلقہ اثر میں مصباح کا پرچہ جاری کرائے۔

(ایڈیٹر)

برہما کے حالات

(نمبر ۲)

انتظام کُل انتظام لین دین خرید و فروخت مقدمہ و صلح عورتیں ہی کرتی ہیں یا صنعت و حرفت تجارت سب عورتوں کے ہاتھ میں ہے (مردوں میں الا ماشاء اللہ) ہل تک اور گاڑیاں تک عورتیں چلاتی ہیں آپ یہ سمجھ لیجئے کہ سرکاری محکموں کے سوا اور جتنے بھی کام ہیں وہ عورتیں ہی کرتی ہیں یا بلفظ دیگر عورتیں مردوں کو کما کر کھلاتی ہیں۔ مردوں کے کیا کام ہیں؟ یہ کہ گھر میں بچوں کی دیکھ بھال کریں کھانا پکائیں عورت جہاں کام کرتی ہو وہاں اسکو کھانا پہنچائیں۔ اب کہیں یہ دیکھنے میں آتا ہے کہ مرد کماتے ہیں اور عورتیں بچوں کی پرورش کرتی ہیں مگر یہ اُنکے دُکھ کس طرح پیدا ہوئے؟ کچھ انڈینس کو دیکھ کر کچھ اپنے ملک کے باہر کے دستور معلوم کر کے اور کچھ تعلیم کے اثر سے ان چند انگلیوں پہ گنے جانے والوں کو چھوڑ کر باقی کل مسلمان ہوں یا ہندو ہوں یا بدھ مذہب کو لے لو، مارکیٹ میں چلے جاؤ ایک سرے سے دوسرے سرے تک بزازی کی دوکان سے لیکر راشن، سبزی ترکاری، حتیٰ کہ پان تک کی دوکان آپکو عورت کی ہی ملیگی۔ یا یوں کہنا چاہیئے کہ ہر طرف عورتوں کا راج ہے مردوں کی حالت نہایت گری ہوئی ہے۔

یہاں کے مردوں کی حالت اگر ہمارے مرد برا نہ مانیں تو مثال دیکر یوں ذہن نشین کراؤں کہ جس طرح ہمارے ملک میں کمانے والے اور اختیار رکھنے والے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مرد ہیں اور انکو جسمانی لحاظ سے عورتوں پر کچھ فوقیت بھی مل گئی ہے اور بعض اس فوقیت کے ناجائز استعمال سے بعض عورتوں کی زندگیاں تلخ بنا رہے ہیں بعض عورتوں نے یہی حالت اِن مردوں کی بنا رکھی ہے عورتیں محنتی جفاکش اور مردوں سے مضبوط ہیں مرد ہمارے ملک کے فرقہ اناث کی طرح بدتر حالت میں ہیں اگر مرد سے قصور ہو جائے تو عورت جوتا لیکر خوب مارتی ہے (لعنت برکار) اور کہتی ہے جا تجھے طلاق دیدی۔ پناہ بخدا ہمارے مرد ہماری گری ہوئی حالت کو دیکھ کر خوش ہیں مگر میں انکی یہاں یہ حالت دیکھ کر کانپ اُٹھتی ہوں اور میرے دل میں ..... اور اس فوقیت پر لعنت بھیجتی ہوں اس سے بہتر ہے کہ محکوم رہیں۔ بہنوں آپکو معلوم ہے کہ اسلامی حکم کے مطابق مرد کو فضیلت، اور عورت کو اسکے رتبہ کے مطابق نہ رکھنے سے انکی نسل تباہ ہو رہی ہے اور یہ عورتیں انسان بچوں کی بجائے کچھ کا کچھ جن رہی ہیں۔ ابھی پچھلے دنوں کا ذکر ہے یہاں مانڈلے میں ہمارے جنرل ہسپتال میں ایک عورت نے بچے کے عوض ہاتھی کی سونڈ جنی اسکے آنکھیں ناک کان سر سب کچھ تھا مگر اس سے نیچے فٹ بھر کی سونڈ ہی تھی اور کچھ نہ تھا۔ یہ سنی سنائی بات نہیں میرا چشم دید واقعہ ہے اِن آئے دن کے مشاہدہ سے اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ اگر مردوں کی یہی حالت رہی اور انہوں نے اپنے آپکو نہ سنبھالا تو چند سال یا تھوڑا عرصہ بعد انکی نسل بالکل مفقود ہو جائے گی (اور ہو رہی ہے) ایسے کیس ہمارے ہسپتال میں آئے دن دیکھنے میں آتے ہیں *

خوراک و لباس

جیسا کہ اوپر کے مضمون سے ظاہر ہے پردہ تو ان لوگوں میں بالکل نہیں مگر اسکے ساتھ شرم و حیا سے بھی عاری ہیں ان لوگوں میں شرم حیا بالکل نہیں میں تو کہا کرتی ہوں کہ چونکہ انکے اصولوں میں ایک اصول سونے کا بھی ہے تو جب اللہ تعالیٰ نے شرم حیا انسانوں کو ودیعت کی تو برمی لوگ سوتے رہے اسی لئے انکے حصہ میں شرم حیا نہ آئی۔ مذہب کی رو سے ان لوگوں میں کسی چیز کی ممانعت نہیں بد سے بد اور اچھی سے اچھی چیز کھاتے ہیں ہر قسم کے جانور کتے بلی اور سانپ مینڈک تک اور ہر قسم کی بوٹیاں اور سبزی حتیٰ کہ نیم کے پتے تک کھاتے ہیں بوٹیوں میں چونکہ اکثر بوٹیاں زہریلی بھی ہوتی ہیں اور انہوں نے تو کھاتے پکاتے وقت تمیز بھی نہیں کرنی ہوتی اس لئے انکی موتیں اکثر ناگہانی ہو جاتی ہیں لباس بھی انکا کچھ پردہ دار نہیں جسم کا ہر عضو بخوبی ظاہر ہوتا ہے ریشمی لباس کے شوقین ہیں اکثر اچھی قسم کا لباس پہنتے ہیں۔ خواہشوں پر بالکل قابو نہیں اگر انکے پاس ایک دس روپیہ کی چیز ہوگی لیکن چار روپیہ والی چیز کی خواہش پیدا ہو گئی اور نقد بھی پاس نہیں تو اب صبر تو ہرگز نہ ہو سکیگا اس دس روپیہ والی چیز کو چار روپیہ میں گروی رکھ دینگے اور چار والی چیز لے لینگے چونکہ خواہشوں پر قابو کی عادت نہیں اور نہ پیسہ پس انداز رکھنے کی یہ وہ گروی شدہ کیسے چھڑانی بس اس طرح دوسروں کے ہاتھ رہنگے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گئے (یعنی اس قوم سے جو مدراس کی رہنے والی ہے اور جسکا ذریعہ معاش ہی یہی ہے کہ اِن لوگوں کے گروی لینے اور سودی قرض دینا۔ مسلمانوں کی بھی گرد میں انکے ہاتھ میں ہیں۔

اکثر پبلک اپنے علم کے علاوہ انگریزی میں بھی اچھی دسترس رکھتی ہے مگر جاہل یا گنوار طبقہ میں یہ ایک عجیب بات مشاہدہ میں آئی ہے کہ سات سال کے بچّے سے لیکر بوڑھے تک اور مرد سے عورت تک کتنا ہی جاہل کیوں نہ ہو اپنے علم میں کم از کم نام ضرور لکھ سکتا ہوگا کہیں دستخط پر انگوٹھا لگانے کی اسکو حاجت پیش نہ آئیگی (یہ میں جاہل طبقہ کا ذکر کرتی ہوں ورنہ ویسے تو اِن لوگوں میں تعلیم یافتہ عنصر زیادہ ہے) یہ لوگ ناچ رنگ کے بہت شوقین ہیں زیادہ تر روپیہ انکا اسی میں تباہ ہوتا ہے بچّے ماں باپ کے کنٹرول میں بالکل نہیں۔ شراب اور جوا تو انکی گھٹی میں پڑا ہے۔

آب و ہوا و پیداوار

یہاں کی آب و ہوا ہمارے اہلِ پنجاب کو بہت کم موافق آتی ہے لوئر برما کی آب و ہوا تو بہت ہی خراب ہے بہت کم انڈین ہونگے جو لوئر برما میں تندرست رہتے ہیں البتہ اپر برما کی آب و ہوا قدرے اچھی ہے خصوصاً "مانڈلے" اور "میمیو" کی یہ دونوں جگہیں انڈینس کیلئے کافی صحت بخش ہیں برسات بکثرت ہوتی ہے علاقہ سرسبز ہے انکے جنگلوں کے جنگل ہیں چاول اِن لوگوں کی خوراک ہے اور چاول ہی کی بکثرت یاقوت کی کانیں بھی برما ہی کے بعض علاقوں میں پائی جاتی ہیں یاقوت کی تجارت بھی بہت ہے اور یہ تجارت زیادہ برما لوگوں کے ہاتھ میں ہے۔

برما مسلمان

برما مسلمان بھی کافی تعداد میں ہیں ہر علاقے سے اکثر کوئی نہ کوئی حج کیلئے بھی جاتے ہیں عام برما مرد عورتوں اور مسلمان مرد عورتوں کے لباس و شباہت میں کچھ فرق نہیں صرف مسلمان نماز پڑھتے وقت سر پر کپڑا باندھ لیتے ہیں اِن مسلمانوں میں بھی پردہ وغیرہ کچھ نہیں ہاں کھانے میں امتیاز کہ یہ ذبیحہ کھاتے ہیں۔ اور بد کو حرام سمجھتے ہیں۔ اِن برما مسلمانوں کو زیر بادی کہا جاتا ہے (انکے اسلام لانے کا قصہ ایک الگ مضمون ہے جو کسی دوسرے وقت پر ملتوی کرتی ہوں) یہ لوگ برما لوگوں سے بالکل الگ اور جُدا محلہ میں رہتے ہیں انکے محلہ کی کُل آبادی مسلمان ہوگی کسی غیر مسلمان کو اپنے محلہ میں کبھی نہ رہنے دینگے جہاں انکا محلہ ہوتا ہے وہاں ایک مسجد اور امام مسجد ضرور ہوگا جو علاوہ نماز پڑھانے کے کبھی کبھی محلے کے لوگوں کو وعظ بھی سُنائیگا۔ یہ محلہ زیر بادی بستی کہلائیگا۔ مگر یہ لوگ احکام اسلامی پر پختہ نہیں ہیں مرد تو نماز پڑھ لیتے ہیں مگر عورتیں ضروری نہیں سمجھتیں (الّا ماشاءاللہ) البتہ روزے رکھتی ہیں۔

دوسرے ممالک کے باشندے

چونکہ یہ لوگ خود بے آرام طلب اور نا فرض شناس

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہیں اسی وجہ سے سرکار کو محکمے چلانے کیلئے مختلف ممالک سے ریکروٹنگ کرنا پڑا (ویسے بھی ہر صوبہ میں ہر طبقہ و ملت کے لوگ جاتے ہیں) یہاں بھی ہر ملک ہر طبقہ اور ہر مذہب کے لوگ پائے جاتے ہیں مگر کثرت کاکا لوگ۔ کاٹھیاواڑی اور سورتیوں کی ہے جو زیادہ تر مسلمان ہیں اور یہ سب تجارت پیشہ ہیں تھوک فروش اور بڑی بڑی تجارتوں والے ہوٹلوں والے اکثر مسلمان ہیں چھوٹی موٹی دوکانوں والے اکثر ہندو اعلیٰ اور ممتاز عہدوں پر بنگالی مدراسی اور ہندوستانی ہندو ہیں ملازمتوں میں مسلمانوں کا عنصر بہت کم ہے۔

اب برما لوگوں میں بھی اِن دوسرے ہمسایوں کی دیکھا دیکھی کچھ بیداری پیدا ہوتی جاتی ہے اور کچھ اصلاح کی طرف جھک رہے ہیں مگر پھر بھی ابھی تہذیب سے کوسوں دُور ہیں اور اس میں داخل ہونے کے لئے ابھی انکو سالہا سال درکار ہیں۔

ایک دلچسپ قصہ

آخر میں ایک دلچسپ قصہ لکھتی ہوں جو شہر "مانڈلے" میں واقعہ ہُوا اور اس طرح بیان کیا جاتا ہے کہ برما بادشاہ کے عہد میں ایک مرتبہ بت خانہ بنانے کی تجویز ہوئی اور پاس ہُوا کہ مانڈلے کی کل رعایا فی کس دو دو اینٹیں اس عمارت کیلئے دے چنانچہ سب نے اسکی تعمیل کی مگر ایک چار کس پر مشتمل خاندان مسلمان تھا جس نے اس حکم کی تعمیل سے انکار کر دیا اور صاف کہدیا کہ بتوں کے لئے ہم اینٹیں نہ دینگے۔ اس انکار پر انپر عتاب شاہی نازل ہُوا کہا جاتا ہے کہ پہلے انہیں جیلخانہ میں ڈالا گیا مگر نہ معلوم وہ کس طرح نکل آئے اور آکر بادشاہ کے سامنے کہنے لگے کہ دیکھو ہمارے اسلام نے ہمیں رہائی دلادی۔ بادشاہ نے انپر تیر برسانے کا حکم دیا مگر انکا بال بیکا نہ ہُوا۔ غرض کئی طریقے اختیار کیئے گئے مگر کوئی کارگر نہ ہُوا۔ جب آخر بصد مشکل ہلاک ہوئے اور دفن کر دیئے تو چند روز بعد شہر میں سخت وبا پڑی اُن مسلمانوں پہ حربوں کا اثر نہ ہونے سے تعجب تو سب کو تھا اب وبا پڑنے سے یہ یقین کیا گیا کہ انہیں ہلاک کرنیکی وجہ سے عذاب آیا ہے جب یہ یقین سب کے دلوں میں پختہ ہو گیا تو بادشاہ نے انکی قبر پر مقبرہ بنا دیا اور فرمان دیا کہ یہ دیوتا تھے ہر سال انکی قبر پر میلا ہُوا کرے چنانچہ اب تک یہ تقریب عمل میں آتی ہے اور ہر سال دھوم دھام سے پانچ روز میلا ہوتا ہے انپر نیازیں اور چڑھاوے چڑھائے جاتے ہیں مسلمان تو اس تقریب میں کبھی شامل نہیں ہوئے اور نہ معتقد ہیں یہ عقیدہ برما لوگوں کا ہی ہے۔

اب سُنئے کہ جو اینٹیں رعایا سے لی گئی تھیں ان سے وہ بُت خانہ بنایا گیا جب تیار ہو چکا تو معلوم ہُوا کہ ایک مُنڈیر سے وہی چھ آٹھ اینٹیں کم ہیں جو ہلاک کیئے گئے مسلمانوں کے دینے سے پوری ہوتی تھیں حکومت کی طرف سے وہاں اینٹیں لگائی گئیں مگر دوسرے روز گری ہوئی ملیں غرض متعدد بار انہیں لگایا گیا مگر وہاں نہیں ٹھیریں +

امۃ الحفیظ از مانڈلے اپر برما

آپ نے مصباح کے لئے کتنے خریدار پیدا کیئے؟

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ویدک دھرم میں عورتوں کا درجہ

دہلی کا آریہ سماجی اخبار روزانہ تیج جو آئے دن اسلام کے خلاف بے معنی اور لا یعنی اعتراض کر کے اپنی ناواقفی اور تعصّب کے نت نئے ثبوت دیتا رہتا ہے۔ ایک تازہ اشاعت میں اسلام پاک پر عدم مساوات کا بھی طعن کرتا ہے۔ اور مکّاروں کا سا رونا روتا ہُوا لوگوں سے اپیل کرتا ہے کہ وہ مسلمان عورتوں کو اسلام کی (نعوذ باللہ) ظالمانہ تعلیم سے نجات دلائیں۔ کیونکہ اسلام نے عورتوں کو مردوں کے برابر حقوق نہیں دیئے۔ بلکہ مسلمان خواتین کو ان الفاظ میں مخاطب کر کے انکے مذہبی جذبات کی ہتک کا ارتکاب نا روا کرتا ہے:۔

"ہمیں اپنی مسلمان بہنوں سے پوری ہمدردی ہے اگر وہ مردوں کے مساوی حقوق حاصل کرنا چاہتی ہیں تو انہیں فی الفور ویدک دھرم کی شرن میں آجانا چاہیئے" (تیج ۱۵ اکتوبر)

مگر اسے معلوم ہونا چاہیئے کہ وہ مسلمان عورتیں جو اسلام کے حقیقی مغز سے واقف ہیں اسکی اس طور کی غلط گمراہ کن اور چکنی چپڑی باتوں میں آنیوالی نہیں۔ وہ جہاں اسلام کی موجب راحت و رحمت تعلیم سے واقف ہیں وہاں انہیں ویدک دھرم کی "مساویانہ" تعلیم کی بھی خبر ہے۔ اور جانتی ہیں کہ ویدک دھرم میں عورت کا کیا درجہ ہے؟

کسقدر حیرت اور تعجّب کا مقام ہے کہ وہ لوگ بھی اسلام پر عدم مساوات کا طعن کرنے لگ پڑے جن کا اپنا مذہب قدم قدم پر مساوات کے خلاف نظر آتا ہے کیا جو مذہب عورتوں کو ورثہ سے محروم کر دے وہ قبول کرنیکے لائق ہے۔ کیا جس مذہب نے صاف لفظوں میں کہدیا کہ:۔ "راما رمنائے اُپے یتے نانہ دھرمائے۔ کہ عورتیں صرف حظ نفسانی کے لئے ہوتی ہیں نہ کہ دھرم کے لئے (نرکت ادھیائے ۱۲ کھنڈ ۱۳) وہ عورتوں کے لئے کسی سکھ اور راحت کا موجب ہو سکتا ہے؟ جو مذہب باواز بلند کہے کہ "عورتوں کے سنسکار (دنیوی رسومات) بغیر منتروں کے ہونے چاہئیں کیونکہ عورتوں کے واسطے اِندری اور منتر کا ادھیکار نہیں۔ اور جھوٹ بولنا عورتوں کا ذاتی خاصہ ہے"

(منوسمرتی ادھیائے ۹ شلوک ۱۸)

وہ قبول کرنے کے لائق ہے؟

کیا اسی کا نام مساوات ہے کہ مرد تو وید منتروں کے ذریعہ اپنے تمام کام کروا سکیں مگر عورتوں کو اس سے محروم رکھا جائے۔ اور ساتھ ہی یہ کہکر انکی ہتک کیجائے کہ "جھوٹ بولنا عورتوں کا ذاتی خاصہ ہے"؟ سمجھ میں نہیں آتا کہ جس مذہب نے یہ تعلیم دی ہو کہ:۔

"پاک عورتیں بھی گواہ نہیں ہو سکتیں کیونکہ عورتوں کی عقل ایک حالت پر قائم نہیں رہتی"

(منوسمرتی ادھیائے ۸ منتر ۷۷)

وہ کس بنا پر اسلام پر عدم مساوات کا اعتراض کر سکتا ہے؟ کیا خود دار عورتیں اپنے متعلق اس قسم کا فتویٰ سنکر خاموش رہ سکتی ہیں؟ کیا تیج کے ایڈیٹر کو معلوم نہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ جس قوم کے بزرگ بغیر کسی ایچ پیچ کے کہہ چکے ہوں کہ
شُودر۔ گنوار۔ ڈھول۔ پشو۔ ناری۔
یہ سب تاڑن کے ادھیاری (گسائیں تلسی داس کی رامائن)
وہ کہاں اس لائق ہے کہ اسے قبول کرنا تو الگ۔ رہا اسکی طرف توجہ بھی کر سکیں۔ کسقدر سنگدلانہ حکم ہے کہ جس طرح ڈھول اور جانوروں کو پیٹا جاتا ہے اسی طرح شُودر یعنی نیچ ذات کا آدمی اور عورتیں بھی مارنے ہی کے لائق ہیں؟
آہ اگر تیج کے آریہ ایڈیٹر کو معلوم ہوتا کہ ویدک دھرم نے عورتوں کے بارہ میں یہ بھی تعلیم دی ہے کہ
"اِستری نام دان وِکری آتی سرگا وِدینتے نہ پنساہ"
(نِرکت ادھیائے ۳ کھنڈ ۴)
(یعنی عورتیں ہی دیدینے۔ بیچ دینے اور چھوڑ دینے کے لائق ہیں۔ مرد نہیں) تو وہ کبھی بھی یہ نہ کہتا کہ مسلمان عورتیں اسلام کو چھوڑ کر آریہ بن جائیں۔
افسوس تو یہ ہے کہ یہ لوگ اپنے مذہب سے بھی واقف نہیں ورنہ یہ کیسے ممکن تھا کہ اسلام پر عدم مساوات کا اعتراض کرتے ہوئے کہا جاتا کہ اس نے عورتوں سے ظالمانہ برتاؤ کیا ہے۔ بھلا جن کا اپنا مذہب یہ کہے کہ
"عورت بانجھ ہو تو آٹھویں برس۔ اولاد پیدا ہو کر مرجائے تو دسویں برس۔ جب جب لڑکیاں ہی ہوں لڑکے نہ ہوں تو گیارھویں برس تک۔ اور جو بدکلام بولنے والی ہو تو جلد ہی اس عورت کو چھوڑ کر (طلاق دیکر) دوسری عورت سے نیوگ کر (تعلق پیدا کر کے) اولاد پیدا کرے۔"
(ستیارتھ پرکاش بار اوّل اردو صفحہ ۱۵۱)

وہ کس برتے پر دوسروں کے منہ آتے ہیں؟
کیا اس قسم کا حکم اسلام نے بھی کہیں دیا ہے۔ کسقدر بے انصافی ہے کہ عورتوں کو محض اسلئے طلاق دیدینے کا حکم دیدیا کہ ان بیچاریوں کی اولاد ہو ہو کر مرجاتی ہے یا بار بار لڑکیاں ہی پیدا ہوتی ہیں۔ یا وہ بدکلامی کرتی ہیں؟
اگر ویدک دھرم برابر کے حقوق دینے والا ہوتا تو جہاں اس نے بدکلام عورت کیلئے طلاق کا حکم دیا تھا وہاں یہ بھی کہتا کہ اگر مرد بدکلام ہو تو اسے عورتیں بھی چھوڑ دیں۔ مگر چونکہ اس نے ایسا کوئی حکم نہیں دیا اسلئے کہنا پڑیگا کہ اس قسم کے ظالمانہ احکام غریب عورتوں ہی کے لئے ہیں۔
حیرت پر حیرت ہے کہ جن کا اپنا مذہب یہ حکم دے کہ:۔
"جس لڑکی کا کوئی بھائی نہ ہو اس سے شادی نہیں کرنا چاہیئے۔ کیونکہ اس کی اولاد نانا کی اولاد کہلائیگی اس لئے بے بھائی کی بہن سے نکاح منع ہے" (نِرکت ادھیائے ۳ کھنڈ ۵)
وہ کس بل بوتے پر یہ کہنے کا حوصلہ کرتے ہیں کہ مسلمان عورتیں اسلام کو ترک کر کے ویدک دھرم قبول کرلیں؟
کیا مذکورہ بالا حکم مساوات کا گلا گھونٹنے والا نہیں؟
لُطف تو جب تھا کہ جہاں اس قسم کا سنگدلانہ حکم عورتوں کے لئے تھا وہاں یہ بھی کہا ہوتا کہ جس لڑکے کا کوئی بھائی نہ ہو اسے بھی کوئی لڑکی نہ دے۔ مگر چونکہ یہ حکم صرف عورتوں کے لئے ہے اس لئے کوئی بھی خوددار اور باغیرت عورت اسے پسند نہ کریگی۔
کہنے کو تو کہا جاتا ہے کہ ویدک دھرم نے عورتوں کو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آزادی بخشی ہے مگر جب ان کی اصل کتابوں کو دیکھا جائے تو وہ عورتوں کی آزادی کو پامال کرتی ہوئی کھلے بندوں کہتی ہیں کہ :-

"عورت لڑکپن میں اپنے باپ کے اختیار میں رہے اور جوانی میں اپنے شوہر کے اختیار میں اور بعد وفات خاوند کے اپنے بیٹوں کے اختیار میں رہے مختار کبھی نہ رہے" (منوسمرتی ادھیائے ۵ شلوک ۱۴۸)

اور پھر کیا اسی کا نام آزادی ہے جو اس شلوک میں بتائی گئی کہ

"رات دن عورت کو خاوند کے ذریعہ بے اختیار رکھنا چاہیئے اور جو عورت وشے بھوگ (عیش و عشرت) کی خواہش رکھتی ہو اسکو بالکل آزادی نہ دینی چاہیئے - بلکہ وہ مالک (خاوند) کے ساتھ رہے"

(منوسمرتی ادھیائے ۹ شلوک ۲)

پھر لکھا ہے کہ :-

"عورت نابالغ ہو - جوان یا بڈھی ہو گھر میں کوئی کام خود مختاری سے نہ کرے" (منو ادھیائے ۵ شلوک ۱۴۷)

لوگوں کو مغالطہ میں ڈالنے کے لئے تیج نے یہ تو لکھ دیا کہ اسلام میں عورت کو بغیر ولی کے کسی سے از خود نکاح کرنے کی اجازت نہیں مگر اس نے منوسمرتی کا یہ حکم نہ بتلایا کہ ویدک دھرم نے بھی یہ کہا ہے کہ :-

"اپنی طرف سے شوہر قبول کرنیوالی دختر - ماں باپ بھائی وغیرہ کے دیئے ہوئے زیور کو نہ لیوے اگر لیوے تو چور کہلاتی ہے"

(منوسمرتی ادھیائے ۹ شلوک ۹۲)

جب ویدک دھرم میں بقول ایڈیٹر تیج عورت کو اپنے لئے آپ خاوند تلاش اور منتخب کرنے کا حکم ہے تو پھر اس قسم کی تنگدلی اور اسکے جائز حقوق کی پامالی چہ معنی؟ کیا یہ اسکے لئے سزا نہیں تجویز کی گئی؟ کہ اپنی حسب پسند شادی کرنیوالی کو ماں باپ بھائی کے مال سے ہی محروم کر دیا گیا؟ اگر ویدک دھرم نے امر بالا میں عورتوں کو آزادی دی ہے تو پھر اس شلوک کا کیا مطلب کہ :-

"باپ جسکے ساتھ شادی کر دے یا باپ کے حکم سے بھائی جسکے ساتھ شادی کر دے - اس کی خدمت میں رہے - اور بعد وفات شوہر کے کسی غیر مرد سے صحبت نہ کرے" (منوسمرتی ادھیائے ۵ شلوک ۱۴۹)

اگر واقعی ویدک دھرم نے عورت کو اپنی مرضی کے مطابق خاوند تلاش کرنیکی اجازت دی ہے تو مندرجہ ذیل شلوک بھی بے معنی ہوا جاتا ہے کہ :-

"اپنی ذات سے اونچی ذات (کے مرد) کو چاہنے والی لڑکی تھوڑی سزا بھی نہیں پا سکتی اور اپنی ذات سے نیچی ذات (والے) کو چاہنے والی لڑکی کو گھر میں باندھ کر رکھنا چاہیئے"

(منوسمرتی ادھیائے ۸ شلوک ۳۶۵)

جب بقول ایڈیٹر تیج عورت کو اختیار ہے کہ وہ جسکے ساتھ چاہے شادی کرے تو پھر یہ کیوں کہا کہ جو عورت اپنی ذات سے ادنیٰ ذات والے مرد کو چاہے (خواہ وہ کیسا ہی عالم فاضل لائق اور قابل ہو) اسے سزا دی جائے؟ اگر یہی وہ آزادی کا پروانہ ہے جو ویدک دھرم نے عورتوں کو دیا ہے تو پھر تیج کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دعویٰ کی حقیقت معلوم ہو گئی۔

ایڈیٹر تیج کو سوچنا چاہیئے تھا کہ ایک طرف تو وہ اس امر کے مدعی ہو کہ ویدک دھرم نے عورتوں کو بڑے بڑے حقوق دیئے ہیں۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی عقیدہ رکھیں کہ:-

"برہمن۔ کھشتری اور ویش ورنوں (ذاتوں) میں کھشت یونی (جس کا پہلے خاوند سے میل ہو چکا ہو) اور کھشت ویرج مرد (جو اپنی پہلی بیوی سے مل چکا ہو) کا پُنر وواہ (نکاح ثانی) نہ ہونا چاہیئے"

(ستیارتھ پرکاش باب ۴ جلد چہارم صفحہ ۱۳)

کیا یہی وہ تعلیم ہے جو عورتوں کو ہر قسم کے حقوق عطا کرتی ہے؟ کیا اسی کی بناء پر اسلام پر اعتراضوں کی بوچھاڑ کی جاتی ہے۔ بھلا جو مذہب یہ کہے کہ اس عورت کو نکاح ثانی کی قطعاً اجازت نہیں جس کا خاوند چند دن کے بعد ہی فوت ہو گیا ہو۔ وہ عورتوں کو پورے پورے حقوق دینے اور آئندہ کامل آزادی بخشنے والا کہلا سکتا ہے؟ اس حکم سے عورت کی سچی فطرتی اور طبعی خواہشات کو کس بیدردی کے ساتھ کچلا گیا ہے؟ یعنی اسے محض اس قصور کی بنا پر دوسرے نکاح سے منع کر دیا گیا کہ اسکا خاوند چند روز کے بعد ہی مر گیا۔ جب خاوند کو مارنے والی وہ نہیں۔ بلکہ قدرت ہے تو پھر کس قصور پر اسے دوبارہ نکاح کی اجازت نہیں؟ کیا آزادی بخشنے کے یہی معنی ہیں کہ اسکی خداداد خواہشات اور فطرت کی طرف سے ودیعت کیئے گئے طبعی جذبات کو یہ کہہ کر پامال کر دیا جائے کہ نکاح ثانی حرام ہے؟

ہمیں افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ آریہ سماجی معترض اسلام پر طعن کرنے سے پہلے اپنے گھر کی خبر نہیں لیتے ورنہ ممکن نہیں کہ وہ اس قسم کے بے بنیاد طعن اسلام پاک پر کریں۔ جن کا اپنا مذہب یہ بتلائے کہ:-

"چونکہ عورتیں شادی ہونے پر شوہر کا آدھا انگ (جسم) ہو جاتی ہیں۔ اسواسطے عورتوں کیلئے علیحدہ یگیہ و برت (عبادت) کرنا پاپ (گناہ) ہے۔ صرف شوہر کی خدمت کرنی چاہیئے"

(منوسمرتی ادھیائے ۵ شلوک ۱۵۵)

وہ کس منہ سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ ویدک دھرم نے عورتوں کو پورے پورے حقوق دیئے ہیں کیا عورتوں کو اللہ کی عبادت سے روک دینا ہی کامل آزادی کہلاتا ہے؟ بھلا جس مذہب میں عورتوں کو سوائے خاوند کی خدمت کرنیکے ہر قسم کی عبادت ہی سے روک دیا گیا وہ مذہب کہاں اس قابل ہے کہ عابدہ زاہدہ اور پاک بیبیاں اسے قبول کریں؟

یہی نہیں اور بھی اس قسم کی بہت سی باتیں تحریر میں لائی جا سکتی ہیں مگر فرصت کی کمی اور جگہ کی قلت مانع ہے۔ لیکن ہمارے نزدیک مندرجہ بالا باتیں بھی یہ بتلانے کے لئے کافی سے زیادہ ہیں کہ جو لوگ آج کل مسلمان عورتوں کو بہکا پھسلا کر شدھ بنانا چاہتے ہیں۔ دیکھیں اور غور کریں کہ انکا اپنا مذہب عورتوں کو کس قسم کے حقوق دیتا اور کیسی کیسی سنگدلانہ تعلیم دیکر انکی مذہبی۔ ذہنی اور روحانی آزادی کو بُری طرح ہتیا رہا ہے؟ وہ لوگ تو اسلام کی طرف غلط باتیں منسوب کر کے مسلمان بیبیوں کو گمراہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کرنے کا ناکام ارادہ کرتے ہیں مگر اسلام کی نام لیوا بہنوں کو چاہیئے کہ جن باتوں کا اوپر ذکر کیا گیا ہے ان سے اپنی ہمسایہ ہندو بہنوں کو بھی آگاہ کریں۔ اور ساتھ ہی اسلامی احکام کی خوبیاں ظاہر کر کے تبلیغ کریں تاکہ جہاں عورتیں اسلام کی دولت سے مالا مال ہو رہی ہیں وہاں ان کی ہندو بہنیں بھی اس نعمت خداوندی سے بہرہ یاب ہوں ۔

مراسلہ صدیقہ بانو اہلیہ
ملک فضل حسین احمدی مہاجر قادیان

لباس

انسان مختلف اغراض کیلئے لباس پہنتا ہے۔ ان غرضوں میں سے ایک دو یہ ہیں :- (۱) خوبصورتی کیلئے (۲) ستر کیلئے ۔ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَیْکُمْ لِبَاسًا یُّوَارِیْ سَوْاٰتِکُمْ وَرِیْشًا (اعراف ع) یعنی اے آدم کے بیٹو! ضرور ہم نے تم پر لباس اُتارے تاکہ تمہاری شرمگاہوں کو چھپائے اور زینت کا باعث ہو۔ (۳) تاکہ مچھر کیڑے اور زہریلے اجرام سے بدن کو محفوظ رکھا جائے چنانچہ قرآن شریف میں مذکور ہے وَلِبَاسُ التَّقْوٰی ذٰلِکَ خَیْرٌ یعنی بہتر کپڑا وہ ہے جو کیڑوں وغیرہ سے بچائے۔ (۴) تاکہ بدن کی حرارت کو زیادہ نقصان نہ ہونے دیا جائے۔

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ بچوں کو ہلکے کپڑے پہنائے جائیں تا وہ موسم کی شدت کے عادی ہو جائیں یاد رہے کہ یہ باطل خیال ہے۔ تمام ڈاکٹر متفق ہیں کہ چھوٹے بچوں کو بڑوں کی نسبت زیادہ کپڑے درکار ہیں چنانچہ اسکی تین وجوہات پیش کرتے ہیں۔

(۱) صغر سنی میں دوران خون زیادہ تیز ہوتا ہے جس سے بدن کے اندرونی حصہ سے خون کثرت سے بیرونی حصہ میں آتا ہے۔ چونکہ وہ خون اپنے ساتھ حرارت کو باہر لے آتا ہے اس لیئے وہ حرارت زیادہ نکلتی ہے۔ پس ضروری ہے کہ گرم کپڑوں کی مدد سے اس کثرت نقصان کو کم کیا جائے۔

(۲) تناسب دیکھ کر اگر دیکھا جائے تو بچوں کے بدن کا بیرونی حصہ بڑوں سے زیادہ ہے پس اوائل عمر میں حرارت کو نکلنے کے لئے میدان زیادہ وسیع ملتا ہے۔

(۳) اگر بچوں کی حرارت کو گرم کپڑوں سے محفوظ نہ کیا جائے تو انکی خوراک کا ایک کثیر حصہ گرمی پیدا کرنے کے لئے خرچ ہوگا۔ اور اس سے دو نقصان پہنچ سکتے ہیں (اوّل) جو حصہ خوراک اس کا گوشت پوست بناتا ہے اسکا ایک بڑا حصہ گرمی کے پیدا کرنے میں خرچ ہوگا اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ بچہ ہمیشہ دبلا اور لاغر رہیگا۔ (دوم) اسکو گرمی پیدا کرنے والے آرگن پر کام کا بڑا بوجھ پڑجائیگا کیونکہ اسکو دگنا کام کرنا پڑیگا یعنی وہ حرارت پیدا کرنی پڑیگی جو اسکی زندگی کے بقا کے لئے ضروری ہے اور نیز وہ حرارت زیادہ خرچ ہوتی ہے۔

پس واضح ہوگیا کہ بچوں کو بڑوں کی نسبت زیادہ گرم کپڑوں کی ضرورت ہے اسی طرح گرتی ہوئی عمر میں گرم کپڑوں کی سخت حاجت ہے کیونکہ اس زمانے میں دوران خون... نسبتاً سست اور حرارت کم ہو جاتی ہے ۔

عاجزہ رابعہ بیگم اہلیہ مولوی زین العابدین صاحب مولوی فاضل فینکس ماریشس ۲۷-۱۰-۲۷

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شادی کی ذمہ واریاں

افسوس ہے۔ کہ ہمارے ملک میں اس طرف زیادہ خیال ہی نہیں کیا جاتا والدین کا یہی خیال ہوتا ہے۔ کہ اچھی ذات اور مال دولت ہو۔ لڑکا لڑکی چاہے مطلق جاہل بدمزاج اور عادات میں خواہ زمین آسمان کا فرق ہو۔ اس میں مرد کا کچھ نہیں بگڑتا مگر کل بار عورت کے سر پڑتا ہے۔ اور ہر صورت میں عورت ہی قصوروار ٹھیرائی جاتی ہے۔ اب جن لوگوں میں ذرا نئی روشنی کا دخل ہو گیا ہے۔ وہ لڑکے کے حالات ذرا معلوم کرنے لگے ہیں۔ مگر وہی معمولی باتیں یعنی لڑکے کی تعلیم کیا ہے ملازم ہے یا نہیں عمر کتنی صورت شکل کیسی مکان جائداد ہے یا نہیں مگر افسوس مزاج و عادات کی تو کچھ فکر ہی نہیں۔ کہ لڑکے کی عادتیں کیسی ہیں اور انکے رشتہ دار کیسے ہیں۔ پیاری بہنو! جو سب سے ضروری بات ہے۔ جس پر زندگی کا آرام و راحت منحصر ہے۔ اگر مزاج عادات یکساں نہ ہو اور اسکی تفتیش نہ کیجائے تو یہی شادی جسکو شادی خانہ آبادی کہی جاتی ہے۔ بجائے خانہ آبادی کے خانہ بربادی کہی جائے تو بجا ہے۔ ہاں فریقین میں یہ بھی دیکھا جائے کہ فریق ناقص تو نہیں۔ ممکن ہے۔ کہ ان میں کوئی شادی کے قابل نہ ہو یا دوسرے کا بوجھ نہ اٹھا سکے۔ کبھی بھی مال و دولت جاہ و حشمت صورت شکل جائداد وغیرہ پر فریفتہ نہ ہونا چاہیئے۔ بلکہ درخواست کنندہ اور اسکے کل خاندان سے ذاتی واقفیت چال چلن مزاج عادات رسم ورواج سے جبتک اطمینان پورا پورا نہ ہو ہرگز یہ رشتہ نہ کرنا چاہیئے۔ بہنوں میرا تو یہ اصول ہے۔ کہ آدمی چاہے غریب ہو مگر مزاج عادات یکساں ہو۔ صرف ایک نہیں کل خاندان کا خیال کیا جائے۔ جب تک تمام خاندان شریف طبیعت و خوش اخلاق نہ ہو ہرگز ہرگز یہ رشتہ توڑ نہ چڑھیگا اور نہایت سخت تکلیف کا باعث ہوگا۔

اہلیہ شیخ محمد عبداللطیف بکٹ گنج مردان

زنانہ سکول ۲۲-۹-۲۷

لداخ

لداخ میں بدھ مذہب کے لوگ بکثرت بستے ہیں۔ اسلیے میں انکا تھوڑا تھوڑا حال لکھتی ہوں یہ لوگ نہایت ہی غلیظ رہتے ہیں یہاں تک کہ نہانے کا نام بھی نہیں لیتے جو عورت ہاتھ منہ نہ دھوئے اسے بہت پاک جانتے ہیں۔ انکے گرو لاما کہلاتے ہیں وہ پہاڑیوں پر بڑے بڑے گھر بنا کر رہتے ہیں جسے گرنپا یعنی عبادت گاہ کہتے ہیں ہر سال گرنپے میں پوجا کرتے ہیں اسوقت بہت سے لوگ جمع ہو جاتے ہیں۔ لاما لوگ عجیب و غریب لباس پہنکر ناچنا شروع کرتے ہیں۔ ڈھول اور باجے بھی بجاتے ہیں اسوقت لاما لوگ قسم قسم کے ڈراؤنے لباس پہنکر عام میں ناچ وغیرہ کرتے ہیں اور یہ انکی عبادت میں داخل ہے۔ ڈراؤنی شکلیں بناکر وہ بدھ لوگوں کو بتاتے ہیں کہ جب تم مر جاؤگے تو تمھیں اسی طرح جن ڈرائینگے اور مارینگے پہلے ہی دیکھ لو اسوقت نہ ڈرنا اگر ڈر گئے تو سخت مارینگے اس لئے جسوقت لامے اندر سے باہر پوجا کرنیکے لئے آتے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مبارکہ بیگم تھاپوری کی وفات

ہمارے مصروف مبلّغ مولوی محمد ابراہیم صاحب تھاپوری کی لڑکی مبارکہ بیگم جو ہمارے مدرسہ خواتین کی طالبہ علم تھی آج بتاریخ ۲۳ اکتوبر ۱۹۲۷ء کو بوقت شب گذشتہ انتقال کرکے اپنے مالک حقیقی کے حضور پہنچ گئی - اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن -

مدرسہ خواتین کی طالبات میں مرحومہ عمر میں سب سے چھوٹی تھی - لیکن اپنے ذہن رسا اور محنت شاقہ کی وجہ سے اس نے کبھی کسی امتحان میں کسی دوسری طالبہ کو اپنے سے آگے نہیں نکلنے دیا - چنانچہ گذشتہ سالانہ امتحان میں اُس نے ہر مضمون بلکہ ہر مضمون کے ہر حصّہ میں اوّل انعام حاصل کیا - اور ایسے اعلیٰ نمبر حاصل کیئے کہ دوم رہنے والی طالبہ اس سے بہت پیچھے رہی - جب شروع شروع میں اس نے مدرسہ خواتین میں داخل ہونیکی خواہش ظاہر کی تو بوجہ عمر کی کمی کے اسے داخل کرنے میں کچھ تامّل کیا گیا - اور یہ خیال کیا گیا تھا - کہ وہ شاید ان کتابوں کے سمجھنے کے قابل نہ ہوگی - جو مدرسہ میں پڑھائی جاتی ہیں - لیکن جب اسکے اصرار پر اُسے داخل کیا گیا - تو پہلے ہی امتحان میں اُس نے ہر مضمون میں اوّل رہ کر یہ ثابت کر دیا - نہ صرف یہ کہ وہ ہر طرح کلاس میں چلنے کے قابل ہے - بلکہ یہ کہ اُس نے مدرسہ میں داخل ہو کر ہمارے مدرسہ کے معیار کو بلند کر دیا ہے - مَیں نے ہر موقعہ پر مدرسہ کے ہر اُستاد کو اُسکی قابلیت کی تعریف میں رطب اللسان پایا اور اسلئے یہ تجویز کی گئی تھی - گذشتہ سالانہ امتحان کے بعد اُسے خاص انعام کے طور پر ایک طلائی انگوٹھی پیش کی جائے - چنانچہ تقسیم انعامات کے موقعہ پر وہ دیگئی - اور مرحومہ نے اپنے آپکو ہر طرح اس امتیاز کا اہل ثابت کیا - مگر افسوس کہ اُسکی قسمت میں بچپن کی وفات لکھی تھی - اور اب جبکہ مدرسہ کو اس کی ذات سے بہت سی اُمیدیں پیدا ہو گئی تھیں - اِس نے مدرسہ کو داغ جُدائی دیا - مرحومہ میں ذہن حافظہ - اور محنت تینوں باتیں نہایت خوبی کے ساتھ جمع تھیں - اور اگر خدا اُسے زندگی دیتا تو خدا کے فضل سے وہ جماعت میں ایک مخصوص قابلیت کی خاتون بنتی - اور مَیں سمجھتا ہوں - کہ ہماری جماعت میں تعلیم نسواں کے مستقبل کے لحاظ سے مبارکہ بیگم کی وفات ایک قومی صدمہ ہے - اور مَیں اپنا فرض سمجھتا ہوں - کہ نظارت تعلیم و تربیت کی طرف سے جس کے ساتھ مرحومہ کا ایک طالبہ علم کی حیثیت سے تعلّق تھا اس قومی صدمہ کا اعتراف کر کے اُسکے والدین کے ساتھ اظہار ہمدردی کیجائے - ایسی ہونہار لڑکی کی وفات پر جو صدمہ والدین کو ہو سکتا ہے - وہ ظاہر ہے اور ہماری دُعا ہے - کہ اللہ تعالیٰ اس صدمہ میں اُنکا مونس و غمخوار ہو - اور اُنکو اپنی طرف سے اِسکا نعم البدل عطا فرمائے - کیونکہ اسکے خزانوں میں کسی چیز کی کمی نہیں - مجھے اطلاع دیگئی ہے - کہ ہمارے معزز دوست خانصاحب منشی فرزند علی صاحب کی لڑکی بھی جو مدرسہ خواتین کی طالبہ علم تھی - اور جسے کچھ عرصہ ہُوا - قادیان میں مرض سل سے وفات پائی - جماعت میں خصوصیت رکھتی تھیں - اور افسوس ہے کہ دو چوٹی کی طالبات ہم سے جُدا ہو گئی ہیں - اور مدرسہ کے واسطے ان دو نوں کی پے درپے وفات موجودہ حالات میں ناقابل تلافی نقصان ہے -

مرزا بشیر احمد - ناظر تعلیم و تربیت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک بہن کی جدائی

اس ہفتہ میں ہمارے سکول کو ایک ایسا صدمہ پہنچا ہے جو ہم بھلا نہیں سکتے۔ ابھی گذشتہ سال ہی مدرسہ خواتین کو ہماری پیاری بہن حبیبہ بیگم کی وفات سے سخت نقصان پہنچا تھا اور ابھی ہمارا یہ زخم تازہ ہی تھا کہ ہماری ایک اور پیاری بہن مبارکہ بیگم بنت مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری کی اچانک وفات کا ناقابل تلافی نقصان پیش آیا۔ آہ! جو رنج و غم ہمیں اس صدمہ کا ہے اسکے بیان کرنے کے لئے الفاظ نہیں ملتے اور جو صدمہ ہمارے محترم اساتذہ اور مرحومہ کے والدین کو ہے اس کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا مگر خداتعالیٰ کے حکم کے آگے کوئی چارہ نہیں۔ مومنوں کو ہر حالت میں صبر ہی کرنا چاہیئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

پیاری بہنو! اس میں کوئی شک نہیں کہ مرحومہ مبارکہ بیگم ہمارے سکول کی روح رواں تھی وہ اگر زندہ رہتی تو انشاءاللہ ضرور سکول کے لئے باعث فخر ہوتی۔ اور اب بھی جبکہ وہ ہم سے جدا ہو گئی ہے وہ ہمارے لئے ایک قابل قدر اور قابل تقلید یاد چھوڑ گئی ہے۔ سچ ہے وہ مدرسہ جس میں لائق اور ہوشیار طالب علم نہ ہوں ایک بے جان مدرسہ ہوتا ہے۔ اور اُستادوں کو بھی سست اور کاہل طالبعلموں کے پڑھانے میں چنداں دلچسپی نہیں ہوتی۔ بظاہر یہ مایوس کن حادثہ اور حوصلہ پست کر دینے والا سانحہ ہے۔ مگر ہمیں پست ہمت نہیں ہونا چاہیئے۔ کیونکہ ایک سچا مومن مصائب اور مایوسیوں کے وقت زیادہ مستعد اور ہوشیار ہو جاتا ہے اور مومن کے لئے ہر ایک رنج ایک بیدار کرنے والی تنبیہ ہوتی ہے۔ جسکے بعد وہ پہلے سے بھی زیادہ امید اور شوق کے ساتھ کمر ہمت کو کس لیتا ہے۔ سو پیاری بہنو! ہمیں چاہیئے کہ خدا سے دعا کریں کہ وہ ہمیں بیدلی اور مایوسیوں سے بچاتے ہوئے۔ اعلیٰ علمی اور عملی ترقیات کی توفیق دے اور ہمیں مبارکہ بیگم کا نعم البدل عطا فرمائے۔ اور اپنی ہم جماعت بہنوں سے میری یہ درخواست ہے کہ ہمیں پہلے سے بھی زیادہ محنت اور توجہ سے کام کرنا چاہیئے اور یہ کوشش کرنی چاہیئے کہ ہم اپنے اُستادوں کے دل سے انکے ان لائق اور قابل شاگردوں کا صدمہ دور کر دیں

آخر میں میری یہ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مبارکہ بیگم مرحومہ کو جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ اور اسکے والدین کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ مدرسہ خواتین کی جملہ طالبات اپنی پیاری بہن کے معزز والدین کے اس صدمہ میں انکے ساتھ دلی ہمدردی رکھتی ہیں

واٰخر دعوٰنا ان الحمد للّٰہ رب العٰلمین فی کل حال۔

عاجزہ۔ عزیزہ رضیہ نائب صدر جلسہ مدرسۃ الخواتین قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رپورٹ متعلقہ جلسہ مدرسۃ الخواتین

مدرسۃ الخواتین کی چودھویں میٹنگ بروز جمعرات بتاریخ ۲۵ اگست ۱۹۲۷ء منعقد ہوئی حضرت صدر مولوی شیر علی صاحب ہیڈ ماسٹر مدرسۃ الخواتین نے فرمایا کہ اب جبکہ گذشتہ انتخاب پر تین ماہ گذر چکے ہیں ہمیں ہفتہ واری جلسوں کے واسطے نئے سیکرٹری اور نائب صدر کا انتخاب کرنا چاہیئے۔ تاکہ ان عہدوں کے لئے باری باری سب طالبات کو موقع مل جائے اور ان فرائض سے سب آگاہ ہو جائیں جو سیکرٹری اور صدر کو ادا کرنے پڑتے ہیں۔ چنانچہ ہر دو عہدوں کے لئے جدید انتخاب ہوا اور کثرت رائے سے میمونہ بیگم صاحبہ آئندہ تین ماہ کیلئے سیکرٹری جلسہ مدرسۃ الخواتین منتخب ہوئیں۔ اور عاجزہ چونکہ اپنی تین ماہ کی سیکرٹری کی مدت پوری کر چکی تھی اس لئے طالبات نے کثرت رائے سے عاجزہ کو محترمہ سارہ بیگم صاحبہ کی جگہ آئندہ تین ماہ کیلئے نائب صدر منتخب کیا۔ چنانچہ میں نے میمونہ بیگم صاحبہ کو چارج دے دیا ہے اس لئے جلسہ کی باقی رپورٹ وہ تحریر فرمائیں گی۔ اور عاجزہ انشاء اللہ آئندہ نائب صدر کے فرائض سرانجام دیگی جس کے لئے بہنوں سے درخواست ہے کہ وہ دعا فرمائیں کہ خدا تعالیٰ مجھے خیر و خوبی کے ساتھ اپنی نئی ذمہ واریوں کے ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

عزیزہ رضیہ

خوانِ نعمت

میری پیاری مصباحی بہنوں۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

میرے دل میں بہت دنوں سے یہ خواہش پیدا ہوتی تھی۔ کہ میں بھی مصباح اخبار میں کوئی مضمون دوں۔ چنانچہ آج میں اپنی پیاری مصباحی بہنوں کی خدمت میں ایک مضمون خوانِ نعمت پر روانہ کرتی ہوں۔ اُمید ہے۔ کہ بہنیں اسکو پڑھکر اور آزما کر عاجزہ کے لئے دعا فرمائیں گی۔ میں بالائی کی گلوری کا مضمون دیتی ہوں۔ یہ ایک عمدہ چیز ہے اگر اِسکو اچھی طرح سے بنائی جائے۔ تو رات کو کوئی نہیں پہچان سکتا۔ اور لُطف یہ کہ خوشبودار اور لذیذ ہوتی ہے۔ ترکیب بنانے کی یہ ہے۔ کہ سیر بھر عمدہ خالص دودھ لیکر اُسکو خوب پکائیں اور چمچے سے ہلاتے جائیں۔ یہاں تک کہ نصف رہ جائے اور بیڑی نہ جمنے دیں۔ پھر ایک توا آگ پر رکھ کر اُسپر تھوڑی مٹی ملیں جب خوب گرم ہو جائے۔ تو دودھ چمچے سے توے پر اس طرح ڈالیں۔ کہ ہر جگہ برابر ہلکا ہلکا پڑے۔ جب دودھ خشک ہو جائے۔ اور تری اچھی طرح کم ہو جائے۔ تو آہستہ سے اُس کو اُٹھا لیں۔ اور مٹی وغیرہ پونچھکر صاف کرکے پان کے برابر اور اُسکے ہمشکل تراشیں اور اُسی وقت ایک پان پر رکھ کر کپڑے سے دبائیں تاکہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پان کی رگوں کا نشان بخوبی بن جائے۔ پھر عمدہ زعفران سے ہلکا ہلکا رنگ لیں جب پان تیار ہو جائے۔ تو ایک طرف مغز بادام باریک پیسکر لگا دیں۔ اور دوسری طرف کشمش کیوڑے میں حل کرکے بجائے کتھے کے لگا دیں۔ پھر بادام اور پستہ اور کھوپرا چھالیوں کی طرح باریک تراش کر ذرا سی مصری باریک پیسکر اندر چھڑک دیں۔ اور پھر اسکو موڑیں۔ اور مغز بادام شیریں کی کیل بنا کر لگا دیں۔ اور اوپر چاندی کے ورق منڈھیں۔ نہایت خوشنما اور خوش ذائقہ اور خوشبودار ہوگی۔

مچھلی کا پلاؤ ۱۵ نومبر ۱۹۲۷ء کیلئے روانہ کرونگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ فقط والسلام

عاجزہ ا - ب اہلیہ سید محمد مقصود علی شاہ صاحب

ساڈھورہ ضلع انبالہ ۱۹ ۲۷/۱۰

تعزیت نامۂ مبارکہ

(از حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہٖ)

محترمہ۔ السلام علیکم۔ صبح مولوی شیر علی صاحب نے گھر میں آکر خبر سنائی کہ عزیزہ مبارکہ بیگم فوت ہو گئی ہے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن خدائی مشیت سے کوئی چارہ نہیں۔ کل ڈاکٹر صاحب نے آکر یہ تو بتایا تھا کہ عزیزہ بہت کمزور ہو گئی ہے لیکن اس امر کا انکو بھی خیال نہ تھا کہ کمزوری اسقدر زیادہ ہے کہ موجب موت ہو گی۔ عزیزہ کی موت کا صدمہ آپکو ہونا طبعی ہے لیکن اس صدمہ میں بہت سے لوگ آپکے شریک ہیں۔ کیونکہ مرحومہ ایک نہایت ہی ہونہار وجود تھا۔ جس سرعت سے اس نے مدرسہ خواتین میں ترقی کی۔ جس سرعت سے پیچھے آکر اگلوں کو اس نے پیچھے چھوڑا وہ ایسا حیرت انگیز تھا کہ اسکی نسبت اچھی امید کا پیدا ہو جانا کچھ قابل تعجب نہ تھا کہ تعلیم نسواں میں عزیزہ ایک مفید اور کارآمد وجود ثابت ہو گی۔ مگر تعلیم کے ساتھ عزیزہ کی طبیعت میں وقار بھی تھا۔ جو اسکی علمی ترقی کو اور بھی امید افزا بنا دیتا تھا۔ خدا کی قدرت ہے کہ یکے بعد دیگرے مدرسہ خواتین کی دو ہونہار طالب علمیں ہم سے رخصت ہو گئی ہیں پہلے حبیبہ بیگم رخصت ہوئیں جنہوں نے عزیزہ کی طرح تھوڑے ہی عرصہ میں حیرت انگیز ترقی کی تھی اور اب مبارکہ بیگم جس نے حبیبہ کے بعد مدرسہ کی پڑھائی میں گویا جان ڈالدی تھی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ عزیزہ کو اگلے جہان میں ان ترقیات سے حصہ دے جن سے وہ اس جہان میں محروم کر دی گئی ہے۔ اور آپکو اس نیک تربیت کی جزاء خیر دے جو آپنے مرحومہ کی کی اور جسکا نیک انجام اس دنیا میں ظاہر نہ ہوا۔

ہر عزیز کا جدا ہونا شاق ہوتا ہے جسکے نشو و نما میں ترقی اور رشد کے آثار ظاہر ہو رہے ہوں۔ اور عزیزہ کی وفات آپکے لئے ہی نہیں بلکہ میرے لئے بھی اور اسکے سب اُستادوں کیلئے بھی نہایت ہی صدمہ اور تکلیف کا موجب ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن وَصَبْرٌ جَمِیْل۔ رات کو دس گیارہ بجے یکدم میرے دل پر یہ فقرہ القا کیا گیا کہ آج رات عزیزہ کا انتقال ہو جائیگا۔ مَیں نے اسے ایک انسانی وسوسہ سمجھ کر بار بار اس خیال کو دُور کیا مگر وہ اس طرح دل پر مستولی ہوا کہ صاف معلوم ہوتا تھا کہ انسانی خیال نہیں بلکہ ایک بالا ہستی کی طرف سے القاء ہے۔ والسلام۔ خاکسار مرزا محمود احمد

بخدمت مکرمہ حیات بیگم صاحبہ اہلیہ مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری

یہ تعزیت نامہ مجھے کاپی لکھی جانے کے بعد وصول ہوا اسلئے ترتیب میں خلل ہے ورنہ سب سے پہلے درج ہوتا۔ ایڈیٹر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہیں تو سب انکو سلام کرتے ہیں۔ پوجا دو دن ہوتی ہے ایک دن خوب پوجا کرتے ہیں دوسرے دن شکلیں بنا بنا کر نکالتے ہیں یہ بت آٹے اور گھی کو ملا کر بناتے ہیں یہاں بہت سردی ہے اس لئے گھی سخت رہتا ہے بت کو تھوڑی دور لیجا کر جلا دیتے ہیں اور جب جل جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ اب ایک سال تک کوئی بلا نہیں آئیگی۔ اگر کوئی مر جائے تو کئی کئی دن گھر میں رکھ کر اسی طرح مورتیں بنا کر پوجا کرتے رہتے ہیں۔ جو امیر ہوں انکے گھر زیادہ دن رکھتے ہیں کیونکہ وہاں سے بہت کچھ ملا کرتا ہے جب پوجا ختم کر چکتے ہیں۔ تو ڈھولوں کے ساتھ اسے جلانے کیلئے لے جاتے ہیں جلانے کی جگہ اکثر پہاڑوں کے ساتھ بناتے ہیں کیونکہ وہ پاک جگہ سمجھتے ہیں۔ تین دن کے بعد مردے کی راکھ کو تنور میں سے نکالکر پانی میں بھگو کر کسی اونچے پہاڑ پر پھینک آتے ہیں۔ کہ اب اسکی روح کو کبھی پیاس نہیں لگے گی۔

والسلام فقط۔ اقبال بیگم بنت خان بہادر جناب صاحب از لداخ

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

یہ خبر نہایت افسوس سے سنی جائیگی۔ کہ ہمارے مکرم مولانا ابراہیم صاحب بقاپوری کی ہونہار لڑکی مبارکہ بیگم جو مدرسۃ الخواتین کے امتحان میں سب سے اوّل رہی اور جس نے کئی انعامات حاصل کئے تھے ٹائیفائڈ بخار میں مبتلا رہ کر آج ۲۳ اکتوبر فوت ہوگئی۔ اس صدمہ جانگزا میں ہمیں عزیزہ مرحومہ کے والدین و اقربا سے ہمدردی ہے اللہ تعالیٰ صبر جمیل کی توفیق دے۔

نیکی کا بیج بوؤ

اے میری پیاری عزیز بہنو! میرے دل میں بہت جوش پیدا ہوا ہے اسواسطے میں نے ایک مضمون لکھا ہے۔ کسان کو دیکھو کس محنت سے بیج بوتا ہے۔ اوّل تو کھیت میں پانی دیتا ہے جب زمین میں کسی قدر نمی آجاتی ہے تو ہل چلا کر کھیت کی مٹی کو ہموار اور نرم کرتا ہے کیونکہ سخت زمین میں بیج اگ ہی نہیں سکتا پھر وہ آہستگی اور ہوشیاری کے ساتھ بیج کو زمین میں بکھیر دیتا ہے چھوٹی چھوٹی چڑیاں اسی تاک میں لگی رہتی کہ دانے ڈالے اور یہ چن چن کر کھائیں اگرچہ چڑیاں کھیت میں سے دانے چگ کر بیج کا نقصان بھی کرتی ہیں پر فائدہ بہت پہنچاتی ہیں کیونکہ وہ گبریلوں اور چھوٹے چھوٹے کیڑوں کو بھی کھا جاتی ہیں جو وہاں پیدا ہو جاتے ہیں اور اگر وہ مارے نہ جاتے تو کھیت کو بہت ہی نقصان پہنچاتے کسان بیج بکھیر کر اُسے مٹی میں دبا دیتا ہے اور پھر بھاری بیلن پھیر کر زمین کو ہموار کر دیتا ہے کسان کو تو جو کچھ کرنا تھا اس میں سے بہت کچھ کر چکا اب فصل کی تیاری کیلئے اُسے آئندہ بارش یا مناسب وقت پر پانی ملنے اور دھوپ کی کچھ گرمی پہنچنے کا انتظار ہے جب فصل تیار ہو جاتی ہے تو جیسا بیج اُسکا بویا ہوا ہوتا ہے کھیت کاٹ کر ویسا ہی پھل وہ اپنے گھر لاتا ہے کسان کی طرح تم بھی ہر روز اپنے قول و فعل کا بیج روز مرہ بوتی رہو اگر چاہتی ہو کہ آخرت میں اچھا پھل پاؤ تو دنیا عزت سے گذارو۔ تو نیکی کا بیج بوؤ برائی کا بیج بونے سے پرہیز کرو کیونکہ جیسا بیج بوؤگی ویسا ہی پھل پاؤگی جیسی کرنی ویسی بھرنی جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِہٖ

وَمَنْ اَسَاءَ فَعَلَیْھَا۔ میری پیاری بہنو! جس نے
نیک کام کیا اُس کا فائدہ اُسی کو ہے اور جس نے بُرائی
کی اُس کا عذاب اُس پر۔ میری پیاری بہنو! تمھیں یہ
بھی معلوم ہوگا جس درخت میں پھل نہیں لگتا وہ کاٹکر
جلا دیا جاتا ہے اسی طرح تم بھی بُرائی کا بیج بوؤ گی۔ اس
مضمون کی آیتیں تو بہت سی ہیں مگر میں اپنا مضمون
بند کر دیتی ہوں اور یہاں صرف ایک آیت کا ترجمہ
لکھ دیتی ہوں اس سے تمھیں معلوم ہو جائیگا کہ نیکی
کا کیا عوض ہے اور بدی کی سزا کیا اللہ تعالیٰ فرماتا
ہے اِنَّہٗ مَنْ یَّاْتِ رَبَّہٗ مُجْرِمًا فَاِنَّ لَہٗ جَھَنَّمَ
لَا یَمُوْتُ فِیْھَا وَلَا یَحْیٰی وَمَنْ یَّاْتِہٖ مُؤْمِنًا
قَدْ عَمِلَ الصّٰلِحٰتِ فَاُولٰٓئِکَ لَھُمُ الدَّرَجٰتُ
الْعُلٰی ۝ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ
خٰلِدِیْنَ فِیْھَا جو کوئی خدا کے سامنے گنہگار ہو کر آیا
اُسکے لئے دوزخ ہے جہاں نہ مریگا نہ جیئے گا اور جو کوئی
ایمان لایا اور اُس نے نیکی کی اُس کے لئے بڑے بڑے
درجے ہیں وہ ہمیشہ باغوں میں رہیگا جن کے نیچے نہریں
جاری ہیں۔ یا الٰہی ہم سب بہنوں کو نیکی کی توفیق دے
کہ تیری رضامندی ہمارا شیوہ ہو اور تیری خوشنودی
ہمارا کام۔ دُنیا و آخرت میں تیرے لطف و کرم کا سایہ
ہمیں راحت و آرام میں رکھے آمین یا ربّ العالمین؂

مقبول بی بی بنت جناب مولوی قطب الدین صاحب
حکیم قادیان دارالامان محلہ نور

نورجہان
امرتسر

کیا آپ اپنی لڑکیوں کے لئے
نورجہان کا مطالعہ ضروری نہیں
سمجھتے؟ جس کا سالانہ چندہ بسعی ٔ خاتون کی درخواست
پر ہم نے پانچ سے اب چار روپے سال کر دیا ہے۔ تاکہ
تمام گھروں میں ملکی تعلیم کا چرچا ہو اور کوئی بیٹی یا بی بی
اس کے مطالعہ سے محروم نہ ہے نمونے کا پرچہ چار آنے
کے ٹکٹ لفافہ کے اندر آنے پر بھیجا جاتا ہے۔ رسالہ
کا انتظام مستورات کے ہاتھ میں ہے۔ عورتوں کے ساتھ
عورتیں ہی خط و کتابت کرتی ہیں اور مردوں کے ساتھ مرد
المشتہر
احقرہ خاتون منیجر۔ رسالہ "نورجہان" امرتسر

وصیت ۲۶۶۱ - میں عارفہ بیگم بنت مولوی محمد اسمٰعیل صاحب فاضل
زوجہ جمعدار کرم داد خان صاحب بلوچ ساکن قادیان ضلع گورداسپور
بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب
ذیل وصیت کرتی ہوں۔ (۱) میرے مرنے کے بعد میری جسقدر
جائداد ثابت ہو اسکے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ
قادیان ہوگی۔ (۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم خزانہ
صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل کر کے رسید
حاصل کر لوں۔ تو ایسی رقم حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی
جاویگی۔ (۳) میری موجودہ جائداد اسوقت المعہ ۱۰۰۰ روپیہ ہے۔ جو حق مہر کی صورت میں ہے ۲۴-۷-۲۷
خاکسار عارفہ بیگم اہلیہ سردار کرم داد خان صاحب
جمعدار رسالہ عدن ٹرانسپورٹ کور۔ گواہ شد کرم داد خان
جمعدار بقلم خود موصیہ۔ گواہ شد چوہدری محمد سعید لیس کلرک ۲/۲۴
سکھ رجمنٹ عدن۔ گواہ شد۔ اقبال محمد ڈیری فارم۔ عدن۔

(بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپکر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا)

Digitized by Khilafat Library Rabwah